اس مستند تاریخی کتاب کے بغیر نہ تو کسی نے قائداعظم کو پہچانا، نہ پاکستان کو اور نہ اپنے آپ کو

قائداعظم کے آخری ایّام

ڈاکٹر کرنل الٰہی بخش

اور

قائداعظم کے آخری لمحات

ڈاکٹر ریاض علی شاہ

قائداعظم کے دو نامور ذاتی معالج کے قلم سے ایک دلسوز اور دلگداز داستان

زیر ادارت

نوابزادہ نیاز دل خان

ایڈووکیٹ

مرکزی صدر، عوامی تحریک احتساب

قائداعظم کے آخری لمحات

ڈاکٹر ریاض علی شاہ

ترجمہ: محمد اشرف عطا

(۱)

وہ ایک مسہری پر دراز تھے۔ نحیف و کمزور جسم، لیکن باوقار اور پُر جلال چہرہ۔ آنکھوں میں بلا کی چمک اور ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ـــ وہ بہت کمزور ہو چکے تھے۔ جب میں کمرے میں داخل ہوا تو اُنہوں نے کمبل سے اپنا ہاتھ نکالتے ہوئے مصافحہ کیا۔ کمزوری کے باوجود میں نے محسوس کیا کہ اُن میں اتنی طاقت تھی کہ جتنی اس دور کے کسی عام نوجوان میں ہوتی ہے۔

''تمہارا سفر تو آرام سے گزرا'' قائداعظم نے پُرتمکنت انداز میں دریافت کیا۔ میں نے یہ سفر پورے آرام سے طے کیا۔ میری سب سے بڑی خواہش یہ تھی کہ میں جلد سے جلد بابائے ملّت کے قدموں میں پہنچ جاؤں اور اپنے محبوب قائداعظم کی بحالی صحت کے لئے جو کچھ بھی میرے امکان میں ہو بلاتاخیر عمل میں لاؤں''۔

''وہ مسکرادیئے''۔

''وہ بہت کمزور ہوگئے تھے۔ رُخسارے اُبھر آئے تھے اور گال اندر کی طرف پچک گئے تھے۔ بیماری کی وجہ سے اُن کا چہرہ اور رنگ زیادہ نکھر آیا تھا۔ بال بکھرے ہوئے تھے۔ ایک شاعر اور فلاسفر کی طرح ـــ چہرے کی جھریاں اُن کے گہرے مطالعہ اور تدبر کی باریکیوں کو نمایاں کر رہی تھیں''۔

''یہی وہ نحیف و نزار ہستی ہے کہ جس کے کوہ شکن عزم، فلک پیا ہمت اور ناقابل تسخیر جذبہ نے ناممکن کو ممکن بنادیا۔ جس کی ہمتِ مردانہ نے برطانوی سامراج اور ہندو بنیا ازم کی متحدہ سازشوں، ریشہ دوانیوں اور چالوں کو شکست دی اور اپنی فراست، ذہانتِ خداداد سے مسلمانوں کے لئے ایک ایسی مملکت ـــ آزاد مملکت ـــ حاصل کرلی جو اپنے رقبے اور آبادی اور وسائل و ذرائع کے اعتبار سے دنیا کی پانچویں بڑی مملکت ہے ـــ یہی وہ رہنمائے ملّت ہے جس نے ڈیڑھ دو صدی کی غلامی کی زنجیروں کو توڑ دیا اور دس کروڑ غلام مسلمانوں کو آزادی کی دولت سے مالامال کردیا''۔

یہ تھے وہ خیالات جو میرے نہاں خانہ دماغ میں چکر لگا رہے تھے ـــ ''یقیناً''

''یہی وہ عظیم شخصیت ہے۔۔۔۔ جو زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا ہے۔ بسترِ مرگ پر دراز ہے۔ لیکن قوم کے غم سے بے نیاز نہیں۔۔۔۔''

بالیں کے قریب ایک کرسی بچھی تھی۔ قائداعظم نے اشارے سے مجھے اس پر بیٹھنے کو کہا۔ میں بیٹھ گیا۔ آپ دھیمی آواز میں فرمانے لگے۔

''میں نے آج تک کبھی اپنی صحت کی پرواہ نہیں کی اور نہ آئندہ کے لئے خیال کرنے کو تیار ہوں۔ موت اور زندگی سب خدا کی طرف سے ہے۔ موت وقتِ معین سے پہلے نہیں آسکتی۔ یہ میرا ایمان ہے۔ میں خداوندِ قدوس کی ذات کے سوا اس دنیا میں کسی طاقت سے نہیں ڈرتا۔ موت کا خوف مجھ پر طاری نہیں جب موت کو آنا ہے اور ضرور آنا ہے تو پھر موت سے ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں۔۔۔۔۔''

''یہ تو تم جانتے ہی ہو۔ جب سازِ حیات کے تار ڈھیلے ہو جائیں اور ایک ایک کر کے ساز کا ساتھ چھوڑ دیں۔ تو پھر اُن کا جوڑنا ذرا وقت طلب کام ہوتا ہے۔ مجھے یہ کہنا ہے کہ آپ مجھے میری بیماری کے متعلق تمام صورتِ حال سے آگاہ کردیں کہ مجھے کیا بیماری ہے۔ کس حد تک بڑھ چکی ہے۔ میں یہ اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ ہر مریض کو اپنے معالج سے یہ دریافت کرنے کا حق ہوتا ہے۔ بیماری کی نوعیت معلوم ہونے کے بعد میں آپ سے زیادہ سے زیادہ تعاون کرسکوں گا اور علاج میں آپ کو آسانی ہوگی لیکن اگر طبی اصول صورتِ حال بیان کرنے میں مانع ہوں تو پھر میں آپ کو مجبور نہیں کرسکتا''۔

''مجھے ابھی آپ کی پوری تشخیص کرنی ہے۔ میں کرنل الٰہی بخش صاحب سے مشورہ کے بعد آپ کو بیماری کی صحیح نوعیت سے آگاہ کرسکوں گا۔ میں نے جواب دیا۔ یہ ۲۷ جولائی ۱۹۴۷ء کا واقعہ ہے۔ اس روز سے لیکر قائداعظم کی رحلت تک مجھے آپ کے ساتھ رہنے کا موقع ملا۔ میں اس دوران میں قائداعظم کی شخصیت، اُن کے بلند اخلاق، اُن کے ارفع اصولوں سے بے حد متاثر ہوا۔ وہ ہر مرحلہ پر نہایت شرح و بسط سے بحث فرماتے۔ وہ علاج کے سلسلے میں وکیلانہ بحث کرتے اور جب ہم انہیں پورے طور پر قائل نہ کردیتے کہ علاج اور دوائی اس وجہ سے تبدیل کی ہے، وہ کبھی مطمئن نہ ہوتے۔ لیکن جب مطمئن ہوجاتے تو دوائی کے استعمال سے کبھی انکار نہ کرتے۔ ہم اُن کی طبیعت سے پورے طور پر

واقف ہو گئے تھے۔اس لئے ہر دوائی تبدیل کرنے سے قبل انہیں تمام وجوہ سے باخبر کر دیتے۔ بیماری کے باوجود وہ ہر صبح حجامت کراتے۔ سوا چھ بجے کے قریب چائے پیتے اور معمول کے مطابق تمام کام سرانجام دیتے۔ جب بھی انہیں مکمل آرام کے لئے کہا جاتا۔

آپ مسکرا دیتے۔ آپ فرماتے۔

''میں اپنی سالہا سال کی عادات کو ترک نہیں کر سکتا''۔

مس فاطمہ جناح اپنے محبوب بھائی کی تیمارداری میں دن رات منہمک رہتیں۔ وہ کئی راتیں جاگ کر گزار دیتی تھیں۔ قائداعظم اگر شمع تھے تو محترمہ مس فاطمہ جناح اس شمع کی پروانہ تھیں۔ وہ دن رات پورے انہماک سے قائداعظم کی تیمارداری میں مصروف رہتیں۔ وہ اُن کا بہت خیال رکھتی تھیں۔ اُنہوں نے اپنی زندگی اپنا چین آرام سب کچھ بھائی کے لئے وقف کر دیا تھا۔

چند دنوں کے علاج سے آپ کی صحت بہت اچھی ہوگئی۔ بھوک بھی زیادہ لگنے لگی اور چہرہ پر خون بھی دوڑنے لگا۔ اب آپ اکثر مختلف موضوعات پر بحث کرتے۔ اکثر مسائل پر روشنی ڈالتے اور ہم اُن کے خیالات سے مستفید ہوتے۔

۲

ایک روز آپ باتوں باتوں میں فرمانے لگے۔

''پاکستان ایک زندہ حقیقت ہے۔ ایک ایسی حقیقت جس کا دوست اور دشمن، سب ہی اعتراف کرنے پر مجبور ہیں ـــــ پاکستان بن چکا ہے۔ پاکستان کا مستقبل درخشندہ ہے۔

میری رُوح کو تسکین ہے۔ میرے دل کو اطمینان ہے کہ برعظیم ہند میں مسلمان غلام نہیں، بلکہ ایک آزاد قوم کی حیثیت سے آزاد مملکت کے مالک ہیں۔ آج وہ ایک ایسی مملکت کے مالک ہیں جس کے وسائل و ذرائع لامحدود ہیں۔ آج اُن کا اپنا وطن ہے۔ آزاد اور خود مختار وطن جس کی ترقی کی شاہراہیں وسیع ہیں۔ جس کا مستقبل روشن ہے۔ انشاءاللہ۔ مستقبل قریب میں پاکستان دنیا کا عظیم ترین ملک بن جائے گا''

کسی قدر توقف کے بعد فرمانے لگے

''جب میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ میری قوم آج آزاد ہے تو میرا سر عجز و نیاز کے جذبات کی فراوانی سے بارگاہِ ربّ العزت میں سجدہ شکر بجالانے کے لئے فرطِ انبساط سے جھک جاتا ہے''۔

قائداعظم کی آنکھیں چمکنے لگیں۔ چہرہ سرخ ہوگیا۔ آواز بلند ہوتی گئی۔ ''یہ مشیتِ ایزدی ہے۔ یہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا روحانی فیضان ہے کہ جس قوم کو برطانوی سامراج اور ہندو سرمایہ دار نے قرطاسِ ہند سے حرف غلط کی طرح مٹانے کی سازش کر رکھی تھی۔ آج وہ قوم آزاد ہے۔ اُس کا اپنا ملک ہے۔ اپنا جھنڈا ہے۔ اپنی حکومت اور اپنا سکہ ہے اور اپنا آئین و دستور ہے۔ کیا کسی قوم پر اس سے بڑھ کر خدا کا اور کوئی انعام ہوسکتا ہے۔ یہی وہ خلافت ہے جس کا وعدہ خداوند تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ سے کیا تھا۔ کہ اگر تیری اُمت نے صراط مستقیم کو اپنے لئے منتخب کرلیا تو ہم اُسے زمین کی بادشاہت دیں گے۔ خدا کے اس انعام عظیم کی حفاظت اب مسلمانوں کا فرض ہے۔ پاکستان خداوندی تحفہ ہے اور اس تحفہ کی حفاظت ہر پاکستانی مرد و زن، بچے، بوڑھے اور جوان کا فرض ہے۔ اگر مسلمان نیک نیتی، دیانت داری، خلوص، نظم و ضبط اور اعمال و افعال صالح سے دن رات کام کرتے رہے، اُن میں بدی، نفاق، جاہ طلبی اور ذاتی مفاد کا جذبہ پیدا نہ ہوا تو انشاء اللہ وہ چند سالوں میں ہی دنیا کی بڑی قوموں میں شمار ہونے لگیں گے۔ اُن کا ملک امن و آشتی، تہذیب و تمدن، ثقافت و شرافت کا مرکز ہوگا اور اُس کی حدود سے ترقی کی شعاعیں نکل کر سارے ایشیاء کی رہنمائی اور رہبری کریں گی اور ایشیاء کو امن و آشتی اور ترقی کا راستہ دکھائیں گی''۔

قائداعظم بڑی تیزی سے جیسے کس دریا کا بند ٹوٹ گیا ہو، اور پانی ٹھاٹھیں مار رہا ہو فرما رہے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ فصاحت و بلاغت کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ یہ پہلا دن تھا کہ انہوں نے پاکستان کے متعلق اس قدر تفصیل کے ساتھ بات چیت کی۔ دیر تک بولتے رہنے کی وجہ سے وہ تھک گئے تھے۔ اس لئے لیٹ گئے اور ہم کمرے سے باہر نکل آئے۔

۳

آپ کی صحت روز بروز بہتر ہو رہی تھی۔ لیکن زیارت کی بلندی اور سردی آپ کی صحت کے لئے کسی صورت میں بھی بہتر نہیں تھی۔ اس لئے ہماری رائے تھی کہ آپ کو کوئٹہ لے چلیں۔ قائداعظم خود کوئٹہ کی آب و ہوا کو پسند فرماتے تھے۔ ایک دو بار جب کوئٹہ چلنے کا ذکر آیا۔ تو آپ نے اس کی تائید کی۔ ابھی کوئٹہ جانے کے متعلق پورے طور پر فیصلہ نہیں ہوا تھا۔ میں اور کرنل الٰہی بخش قائداعظم کے کمرے میں بیٹھے آپ سے مصروف گفتگو تھے، کہ کسی بات پر قائداعظم نے مسکراتے ہوئے فرمایا۔

''میں جانتا ہوں کہ پاکستان ایک زرعی ملک ہے۔ لیکن صنعتی میدان میں آنے سے پہلے جاپان کے وسائل پاکستان سے بھی کم تھے۔ جاپان کے پاس نہ کوئلہ تھا نہ لوہا۔ دوسری دھاتیں بھی ناپید تھیں۔ لیکن جب جاپانیوں نے اپنے ملک کو صنعتی بنانے کا عزم کرلیا تو انہوں نے ہر مشکل پر قابو پالیا۔ ہر دشواری کو آسان بنا دیا۔ ناممکن کو ممکن کو دکھایا۔ جاپانیوں کی صنعتی ترقی نے یورپ اور امریکہ کی آنکھوں کو خیرہ کردیا۔ جاپان کا ہر بچہ، بوڑھا، جوان اور عورت صنعت کی طرف مصروف ہو گئے اور پسماندہ جاپان صنعتی ترقی کے میدان میں اپنے حریفوں کو بہت پیچھے چھوڑ گیا۔ پاکستان زرعی ملک ہے لیکن پاکستان میں وہ ہر چیز موجود ہے جو کسی زرعی ملک کو صنعتی بنانے کے لئے ضروری ہو سکتی ہے۔ میرا یقین ہے وقت آنے پر پاکستان کے اندر ہر وہ دھات مل سکے گی جس کی ہمیں صنعت کے میدان میں ضرورت ہوگی۔ پاکستان کی پہاڑیاں، میدان، سطح مرتفع اور ریگزار اپنے اندر لامحدود خزائن قدرت مدفون رکھتے ہیں ضرورت ایجاد کی ماں ہے پاکستان میں کوئلہ، تیل، برقی قوت پیدا کرنے کے وسائل، سیمنٹ، نمک، لوہا، گندھک، سیسہ، سرمہ، ابرق، کروم ہر دھات کم و بیش موجود ہے۔ حکومت جیسے جیسے ان دھاتوں کے نکاس کی طرف توجہ دے گی، ملک صنعتی طور پر ترقی کی طرف قدم بڑھاتا جائیگا۔''

آپ نے فرمایا:

''برطانوی حکومت نے گذشتہ دوصدی میں ان صوبوں کی صنعتی ترقی کی طرف خاص توجہ نہیں دی۔ پاکستانی صوبوں کے متعلق برطانوی حکومت کی شروع سے یہ حکمت عملی رہی ہے۔ کہ مسلمانوں کو

صنعت، تجارت اور تعلیم کے میدان میں ایک پسماندہ ملک اور قوم بنا دیا جائے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ انگریز نے مسلمانوں کو ہمیشہ اپنا حریف اقتدار خیال کیا اور یہ چیز کابوس بن کر انگریز کے دل ودماغ پر چھائی رہی۔ کہ اگر مسلمان صنعتی تجارتی اور تعلیمی میدان میں ترقی کر گئے تو طبعی طور پر وہ حصول اقتدار کے لئے طاقتور اور منظّم جدو جہد کریں گے۔ اور برطانوی اقتدار پر ضرب کاری لگانے سے کبھی نہیں چوکیں گے۔ یہی وہ تصور تھا کہ جس کی وجہ سے انگریز نے دوصدی کے اقتدار وحکمرانی کے دوران میں ہندو کو ہر میدان میں اچھالا۔ اُن کو ترقی کے مواقع مہیا کئے اور ایک ہزار سال کی غلام ہندو قوم کو اس قابل بنا دیا کہ وہ آج مسلمانوں کو آنکھیں دکھا رہے ہیں۔'' قائداعظم نے فرمایا:

''مسلمانوں کے دور حکمرانی سے قبل آریائی دور حکومت میں ہندوستان میں کبھی ایک سلطنت قائم نہیں رہی۔ ہندوستان اس دور میں بھی ہندوستانی چھوٹی بڑی آزاد ہندو ریاستوں میں منقسم رہا ہے۔ کیا انگریز کا ہندو قوم پر یہ کم احسان ہے کہ اُس نے ہندو قوم کو اتنی بڑی سلطنت سونپ دی ہے۔''

قائداعظم نے فرمایا:

''پاکستان کو صنعتی ملک بنانے کے تمام وسائل، قدرتی ذرائع اور معدنیات پاکستان میں موجود ہیں۔ صرف محنت کی ضرورت ہے۔ اگر پاکستان کے سرمایادار حکومت سے تعاون کریں تو میرا یقین ہے کہ پاکستان آئندہ بیس سال میں بہت بڑا صنعتی ملک بن جائیگا۔''

آپ نے فرمایا:

''حکومت پاکستان ملک کو صنعتی بنانے میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھے گی۔ ہمارے پیش نظر ہے کہ پاکستان ضروریات کی تمام اشیاء خود تیار کرے، ملک کو صنعتی بنانے کے متعلق حکومت کے پیش نظر بہت سی سکیمیں ہیں۔ ان سکیموں کو اسی صورت میں جامہ عمل پہنایا جا سکتا ہے۔ جبکہ ملک پوری طور پر داخلی اور خارجی خطرات سے آزاد ہو جائے۔ اور ملک کے ہر چھوٹے بڑے، بچے بوڑھے، جوان اور عورت کو یہ احساس ہو جائے کہ وہ آزاد ہے۔ آزاد ملک کا باشندہ ہے اور اُسے آزاد قوم کے فرد کی حیثیت سے آزاد اقوام اور ممالک کی طرح اپنے ملک اور قوم کو ہر لحاظ سے سر بلند کرنے کے لئے انتھک مسلسل اور شبانہ روز محنت کرنا ہے۔ ملک کی فارغ البالی اور خوش حالی کا انحصار قوم کی ترقی پسندانہ رجحانات پر ہے۔''

(۴)

قائداعظم کی صحت روز بروز بہتر ہوتی گئی۔اب انہیں یہ اصرار تھا کہ وہ زیارت میں نہیں رہنا چاہتے۔خود ڈاکٹروں کی بھی یہ رائے تھی کہ اُن کی صحت کے لئے زیارت کی آب وہوا اور بلندی بہتر نہیں۔بلندی کی وجہ سے آب وہوا خنک اور سرد ہو رہی تھی۔اور یہ اُن کے لئے بہتر نہ تھا۔چنانچہ آپ کوئٹہ جانے کے لئے تیار ہو گئے۔معالج ہونے کی وجہ سے ہم نے رائے دی کہ سفر کے دوران میں آپ کو کمبل اپنے اردگرد لپیٹ لینا چاہیئے اور بڑا کوٹ بھی پہن لینا چاہیئے۔کپڑے تبدیل کرنے کی بھی ضرورت نہیں لیکن آپ نے اصرار کیا۔

''شلوار، شیروانی اور پمپ شوز ضرور پہنوں گا۔حجامت کراؤں گا اور بال بھی ضرور کٹواؤں گا''۔چنانچہ اُنہوں نے اپنی ضد کو پورا کیا۔زیارت سے کوئٹہ تک کا سفر موٹر میں طے ہوا۔کرنل الٰہی بخش اور میں دونوں قائداعظم کے ہم رکاب تھے۔کوئٹہ پہنچنے کے بعد قائداعظم کی طبیعت کسی قدر اور سنبھل گئی۔مجھے تین روز کے لئے لاہور آنا تھا۔چنانچہ میں لاہور آ گیا اور تیسرے روز واپس کوئٹہ پہنچ گیا۔اب حضرت قائداعظم اکثر ہمیں اندر بلا لیا کرتے اور دیر تک مختلف موضوعات پر ارشاد فرمایا کرتے تھے۔پاکستان کے موضوع پر جب بھی آپ روشنی ڈالتے، آپ کے ہونٹوں پر فخر آمیز تبسم کھیلنے لگتا۔ایک روز آپ کی طبیعت بہت زیادہ بشاش تھی۔

فرمانے لگے۔

''پاکستان کو خدا نے ہر چیز دے رکھی ہے۔معدنیات، زراعت کے وسیع وسائل اقتصادیات کی ترقی کے روشن امکانات، ملک کو صنعتی بنانے کے ذرائع، ہر چیز پاکستان میں موجود ہے۔قدرت کی فیاضی نے اس ملک کو دولت سے مالا مال کر رکھا ہے۔لیکن ضرورت محنت، خلوص اور دیانت داری کی ہے۔اگر پاکستانی مسلمانوں میں یہ اوصاف پیدا ہو جائیں''۔

کسی قدر توقف کے بعد۔

''انشاء اللہ میری قوم میں یہ اوصاف پیدا ہو کر رہیں گے۔ میں مسلمانوں سے کبھی مایوس نہیں ہوا۔ اسلام کی تعلیمات میں مایوسی کا لفظ تک نہیں۔ زندہ قوموں کو انتہائی مصائب اور مشکلات میں بھی مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ مصائب و آلام کی آندھیوں، مشکلوں کے طوفانوں، دشمن کی مخالفتوں اور ریشہ دوانیوں سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔ خدا ہمیشہ اُن قوموں کو آزمائش میں ڈالتا ہے جنہیں وہ زمین کی خلافت سونپا کرتا ہے۔ میں جانتا ہوں مجھے معلوم ہے کہ صدیوں کی غلامی نے مسلمانوں کے دماغوں کو ماؤف کر دیا ہے۔ ابھی انہیں یہ احساس نہیں ہوا کہ وہ اب آزاد ہیں۔ یہ احساس مسلمانوں میں بیدار کرنے کی اشد ضرورت ہے کہ اب وہ ایک آزاد قوم ہیں۔ انہیں آزاد قوم کی طرح ملک کی تعمیر میں حصہ لینا چاہیئے۔ جب بھی مسلمانوں میں یہ احساس بیدار ہو گیا اور وہ محسوس کرنے لگے کہ وہ آزاد ہو چکے ہیں تو اس کے بعد پاکستان کے عظیم ملک بننے میں کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہے گی''۔

''آج سے چند سال قبل پاکستان ایک شاعر کے دماغ کا تخیل تھا۔ دنیا نے اس کا تمسخر اُڑایا۔ اپنوں اور بیگانوں نے اسے سیاسی مذاق سمجھا لیکن وقت نے ثابت کر دیا کہ پاکستان ایک حقیقت تھا۔ وہ قوم کے قلوب سے نکلی ہوئی آواز تھی جس نے حقیقت کا جامہ پہن لیا۔ دنیا کی تاریخ پاکستان کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ کبھی کسی قوم نے جنگ و جدل کے بغیر پاکستان کی طرح آزادی حاصل نہیں کی ہوگی۔ تاریخ کا یہ پہلا واقعہ ہے کہ آٹھ سال کی قلیل مدت میں مسلسل اور پیہم کشمکش کے بعد پاکستان عالم وجود میں آ گیا۔ وہ نعرہ جو زبانوں پر رواں تھا، حقیقت بن کر دنیا کے نقشہ پر ظاہر ہو گیا۔ کیا دنیا میں کوئی ایسا ملک اور ایسی قوم ہے جس کے پاس دنیا کا کوئی خطہ نہ ہو، اسلحہ نہ ہو، فوج نہ ہو، قانون اور نظم و نسق پر اختیار نہ ہو، دولت اور علم نہ ہو اور پھر اُس نے آزادی حاصل کی ہو۔ ایک عظیم مملکت کی بنیاد رکھی ہو''۔

''ترکی کی مثال دی جاتی ہے لیکن کیا یہ حقیقت نہیں کہ ترکوں کے پاس لڑنے والے سپاہی تھے۔ اسلحہ تھا۔ نظم و نسق چلانے والے دماغ تھے۔ وہ حکومت کا تجربہ رکھتے تھے۔ پھر وہ ایک علاقہ پر قابض تھے۔ جسے مستقر بنا کر انہوں نے طاغوتی طاقتوں کے خلاف یلغار کی، اور انہیں ترکی کی سرزمین سے نکال باہر کیا۔ ہمارے پاس ایک انچ زمین نہ تھی کہ جسے ہم اپنا مستقر بنا سکتے۔ یہ سب کچھ خدا کی دین

ہے۔ اُس کا انعام ہے جو اُس نے مسلمانانِ ہندوستان کو دیا۔ دوصدیوں کی غلامی کے بعد آج وہ پھر آزاد ہیں۔ اس آزادی کا تحفظ اب مسلمانوں کا کام ہے۔ اس ملک کی ترقی اب مسلمانوں کا فرض ہے۔ اُن میں مکمل یکجہتی، اتحاد اور تعاون ہونا چاہیئے۔ ایثار قربانی اور ایک دوسرے کی غلط کاریوں اور لغزشوں سے درگزر کرنے اور اصلاح کرنے کی سپرٹ ہونی چاہیئے۔ اگر مسلمانوں نے نظم وضبط، ایثار وقربانی، خلوص و دیانت سے کام کیا تو کوئی وجہ نہیں کہ یہ ملک چند سالوں میں ہی دنیا کا عظیم ترین ملک نہ بن جائے اور اس قابل ہو جائے کہ سیاسی میدان میں ایشیاء کی رہنمائی کر سکے''۔

۵

سورج پہاڑیوں کی اوٹ سے بلند ہو رہا تھا۔ اُس کی ترمزی شعاعیں درختوں کی ٹہنیوں سے چھن چھن کر خودرو سبزہ سے کھیل رہی تھیں۔ سورج بلند ہو رہا تھا اور اُس کے ساتھ ہی کسی قدر حدت بھی بڑھتی جا رہی تھی۔ پہاڑی مقام ہونے کی وجہ سے یہ حدت دل خوش کن معلوم ہو رہی تھی۔ دلنواز موسم تھا۔ قائداعظم اپنی مسہری پر ''گاؤتکیہ'' کے سہارے بیٹھے تھے۔ قریب ہی محترمہ فاطمہ جناح بیٹھی تھیں۔ ہمیں اندر بلایا گیا۔ ہم بھی پاس ہی بیٹھ گئے۔ کچھ دیر اِدھر اُدھر کی باتیں کرتے رہے۔ پھر فرمانے لگے۔

''قیام پاکستان کے بعد مہاجرین کے سلسلہ نے مجھے سخت پریشان کیا۔ میں یہ تو ضرور جانتا تھا کہ ہندوستان اور پاکستان کے درمیان تبادلہ آبادی ہوگا۔ لیکن مجھے یہ خیال نہیں تھا کہ اس وسیع پیمانہ پر مسلمانوں کو آبائی وطن چھوڑنے پر مجبور کر دیا جائے گا۔ مشرقی پنجاب، دہلی اور مغربی یوپی میں جس وسیع پیمانے پر مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا ہے، مجھے کبھی اس کا وہم بھی نہ تھا۔ یہ سب کچھ طے شدہ اور منظم سازش اور پروگرام کے ماتحت کیا گیا۔ ہم نہتے تھے۔ فوج ہمارے پاس نہیں تھی۔ اسلحہ دشمن کے قبضہ میں تھا۔ خزانہ خالی تھا۔ نظم ونسق کا تجربہ رکھنے والے افراد کی کمی تھی۔ ہم سخت مشکل میں گھر گئے تھے۔ لیکن میں مسلمانوں کے عزم اور بلند حوصلگی کو دیکھ کر ششدر رہ گیا۔ اس حادثۂ عظیم نے میرے قلب پر ایک زبردست چوٹ لگائی۔ حقیقت یہ ہے کہ ان تباہ حال مسلمانوں کی داستان گوں بختی نے میری صحت پر بُرا اثر ڈالا ہے۔ اس وقت پاکستان کے لئے سب سے اہم مسئلہ مہاجرین کی آبادکاری ہے۔ مجھے کامل اُمید

ہے کہ حکومت پاکستان اس مسئلہ کو جلدی حل کرنے میں کامیاب ہو جائے گی۔ جب تک ایک ایک مہاجر آباد نہیں ہو جاتا، مجھے قرار نصیب نہیں ہو سکتا''۔

وہ کہتے کہتے رُک گئے۔ اس وقت اُن کے خوبصورت چہرے کا جلد جلد بدلتا ہوا رنگ اُن کے اندرونی رنج والم کو نمایاں کر رہا تھا اور ہم محسوس کر رہے تھے کہ مہاجرین کی آبادکاری کا مسئلہ بسترِ علالت پر بھی قائداعظم کی توجہ کا مرکز بنا ہوا ہے۔ تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد ہاتھ کو اونچا کر کے اور دیوار کی طرف دیکھتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا۔

''گو میں آپ میں موجود نہیں ہوں گا لیکن آپ دیکھ لیں گے کہ پاکستان چند سال ہی میں دنیا کا عظیم ترین ملک بن جائے گا۔ اُس کی ترقی اور طاقت دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈال دے گی۔ دنیا کا ہر ملک اور قوم اُس کی دوستی کا خواہاں ہوگا''۔ آپ نے کہا۔'' مہاجرین پاکستان کے لئے بوجھ نہیں۔ یہ پاکستان کی دولت ہیں۔ ان سے پاکستان کی طاقت میں اضافہ ہوا ہے''۔ آپ نے فرمایا'' حکومت پاکستان ان کے مصائب کو ختم کرنے کے لئے تمام تکالیف ومشکلات کا سامنا کرے گی۔

کوئی خوددار انسان خیرات اور بھیک پر زندگی بسر کرنا برداشت نہیں کر سکتا۔ پناہ گزینوں کو خود ایک دوسرے کی مدد کرنا چاہیئے۔ انہیں جلد اپنے کاروبار پر لگ جانا چاہیئے۔ جو کام وہ کر سکتے ہیں۔ انہیں اس کام پر لگ جانا چاہیئے۔ وہ اس طرح پاکستان اور اپنی حکومت کی مدد کر سکتے ہیں۔ میں انہیں یقین دلانا چاہتا ہوں کہ پاکستان اُن کے دارالامان ثابت ہوگا۔ پاکستان کو دنیا کی کوئی طاقت فنا نہیں کر سکتی۔ انشاءاللہ پاکستان قائم رہے گا اور خوب پھلے پھولے گا۔ پاکستان کی ترقی ان کی اپنی ترقی ہے۔ پاکستان کی خوش حالی اُن کی خوش حالی ہے۔

آپ نے کہا کہ پاکستان کے ہر ایک صوبہ کے مسلمانوں کو صوبائی تعصب کی لعنت سے آزاد ہو کر انصار مدینہ کی طرح مہاجرین کی مدد کرنا چاہیئے۔ انہیں اپنے ہاں بسانے اور آباد کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ کاروبار چلانے میں اُن کو مدد دینا چاہیئے۔ مہاجرین کا بھی فرض ہے کہ وہ اپنے حوصلوں اور اخلاق کو بلند کریں۔ اپنے نظریاتِ حیات کو ارفع و اعلیٰ بنائیں۔ رزق حلال کمائیں،

دوسروں کے سامنے خیرات کے لئے ہاتھ پھیلانے کی بجائے ان ہاتھوں سے کام کریں۔ محنت کر کے کمائیں اور اپنی حالت کو بہتر بنائیں اور اپنے رویہ اور محنت سے ثابت کر دیں کہ وہ پاکستان کے لئے بوجھ ہی نہیں بلکہ زبردست فائدہ کی حیثیت رکھتے ہیں"۔

۶

دوپہر ڈھل چکی تھی۔ سورج آہستہ آہستہ پہاڑوں کی اوٹ میں چھپ رہا تھا۔ شفق لالہ گون دور تک پھیلا ہوا تھا۔ میں قائداعظم کے قریب بیٹھا تھا۔ آپ فرمانے لگے "پاکستان میں مردم خیزی کی صلاحیت موجود ہے۔ بہترین دل ودماغ کے انسانوں کی کمی نہیں۔ ذرا دماغوں پر زنگ آ گیا ہے۔ جب یہ زنگ اُتر گیا۔ پاکستان ایسے ایسے گوہر ہائے گراں قدر پیدا کرے گا جن کی فراست وسیاست، فہم و تدبر، ایجادات واختراعات قابل صد رشک و تحسین ہوں گی۔ مسلمان محکوم رہے ہیں۔ انگریز اور ہندو کے ناپاک گٹھ جوڑ نے مسلمان کو ذہنی طور پر اُبھرنے کا موقع نہیں دیا۔ اُن کی صلاحیتوں کو ہر طریقہ سے دبانے کی کوشش کی اور انہیں موقع نہ مل سکا کہ وہ اپنی قابلیت کا مظاہرہ کر سکتے۔ گذشتہ دوصدی میں انگریز کی یہ حکمتِ عملی رہی ہے کہ مسلمانوں کو کسی شعبہ میں اُبھرنے نہ دیا جائے۔ تمام کلیدی اسامیاں برطانوی عہد میں ہندوؤں کے پاس رہیں۔ سرکاری دفاتر اور اداروں میں ہندو چھائے رہے اور انہیں اعلیٰ انگریز افسروں کی ہمدردی اور حمایت حاصل رہی۔ ان ہندوؤں نے اول تو مسلمانوں کو اہم کاموں پر تعینات نہ ہونے دیا۔ اگر انہیں موقع مل گیا تو پھر وہ ہندو اور انگریز کے ناپاک گٹھ جوڑ اور سازش کا شکار ہو کر آگے نہ بڑھ سکے۔ تجارت اور صنعت کے میدان میں سرمایہ اور تعلیم کی کمی میں مسلمان قدم نہ بڑھا سکے۔ دشمنوں نے ہر میدان اور ہر شعبہ میں انہیں عضو معطل بنا دیا۔ وہ مسلمان جس نے ایک ہزار سال تک ہندوستان میں انا ولا غیری کا ڈنکا بجایا تھا، غلام در غلام بن کر رہ گئے۔ لیکن اب قدرت نے انہیں موقع دیا ہے۔ وہ آزاد ہیں۔ اُن کا ملک آزاد ہے۔ اُن کی اپنی حکومت ہے۔ اُن کے لئے تمام مواقع اور ذرائع موجود ہیں۔ جنہیں وہ کام میں لا کر ترقی کر سکتے ہیں۔ اب انہیں پاکستان کی آزاد فضا میں ہر وہ موقع میسر آئے گا جو کسی آزاد قوم کی تخلیق و تعمیر کا محرک ہو سکتا ہے۔ مسلمان سرمایہ داروں کو صنعت اور تجارت کی طرف

توجہ دینی چاہیئے۔ نوجوانوں کو اقتصادیات الٰہیات، کیمیات، مالیات، سائنس کی تعلیم حاصل کرنا چاہیئے۔ سائنس کے میدان میں زیادہ سے زیادہ ترقی کرنی چاہیئے''۔

قائداعظم نے نصاب تعلیم اور طریقِ تعلیم بدلنے پر بھی زور دیا۔ آپ نے فرمایا ''موجودہ نصاب اور طریقِ تعلیم غلام سازی کے محرک ہیں۔ ملکی اور قومی ضروریات کے مطابق انہیں قطعاً بدل دینا ہوگا اور نوجوانوں اور بچوں کو شروع سے ہی اُن کے ذہنی رجحانات کے مطابق تعلیم وتربیت دینی ہوگی کیونکہ یہی ایک صورت ہے کہ جس سے ملک وملت کی تعمیر جدید ہوسکتی ہے''۔

آپ نے تجارت پر زور دیتے ہوئے فرمایا۔

''کسی ملک کی خوش حالی اور فارغ البالی کا انحصار اُس ملک کے تاجر طبقہ پر ہے۔ مسلمان تجارت کے میدان میں بہت پسماندہ ہیں۔ اب انہیں پورا موقع مل گیا ہے کہ وہ اس میدان میں قدم بڑھائیں۔ تجارت میں زیادہ سے زیادہ سرمایہ لگائیں''۔

آپ نے فرمایا۔

''تاجروں کو لوٹ کھسوٹ، ناجائز منافع بازی، بددیانتی اور کم تولنے سے احتراز کرنا چاہیئے کیونکہ اسلام اور اخلاق دونوں اس کی اجازت نہیں دیتے۔ ناجائز منافع بازی اور بددیانتی دونوں ایسی چیزیں ہیں جو ملک اور قوم دونوں کو تباہ کرسکتی ہیں۔ اگر ملک اور قوم تباہ ہوجائیں تو تاجر بھی محفوظ نہیں رہ سکتے۔ مسلمانوں کو ملکی اور غیرملکی تجارت میں پورے طور پر حصہ لینا چاہیئے اور اس طرح ملک کی مالی حالت کو مضبوط اور مستحکم بنا دینا چاہیئے''۔

(۷)

وقت گزرتا گیا۔ قائداعظم کی صحت بہتر ہوتی گئی۔ کوئٹہ کی آب وہوا نے آپ پر کافی اچھا اثر کیا۔ ایک دن ہنستے ہنستے باتوں باتوں میں ڈاکٹر کرنل الٰہی بخش نے کہا۔

''ہماری انتہائی کوشش ہے کہ آپ کی صحت اتنی اچھی ہوجائے جتنی آپ کی صحت آج سے سات آٹھ سال پہلے تھی''۔

قائداعظم مسکرا دیئے اور فرمانے لگے۔

''چند سال قبل یقیناً میری یہ آرزو تھی کہ میں زندہ رہوں۔ اس لئے زندگی کی خواہش نہیں تھی کہ میں موت سے ڈرتا تھا۔ بلکہ اس لئے زندہ رہنا چاہتا تھا کہ قوم نے جو کام میرے سپرد کیا ہے اور قدرت نے جس کام کے لئے مجھے مقرر کیا ہے، میں اُسے اپنی زندگی میں پایۂ تکمیل تک پہنچا سکوں۔ اب وہ کام پورا ہو چکا ہے۔ میں اپنے فرض کو ادا کر چکا ہوں۔ پاکستان بن گیا ہے۔ اُس کی بنیادیں مضبوط ہیں۔ اب چند ماہ سے مجھے ایسے خیال آتے رہتے ہیں کہ میں اپنا فرض ادا کر چکا ہوں۔ قوم کو جس چیز کی ضرورت تھی وہ قوم کو مل گئی۔ اب یہ قوم کا کام ہے کہ وہ اس کی تعمیر کر کے، اسے نا قابل تسخیر اور ترقی یافتہ ملک بنا دے۔ حکومت کا نظم ونسق چلائے۔ میں طویل سفر کے بعد تھک گیا ہوں۔ آٹھ سال تک مجھے قوم کے اعتماد و تعاون پر تنہا ر عیار اور مضبوط دشمنوں سے لڑنا پڑا ہے۔ میں نے خدا کے بھروسے پر انتھک کوشش اور محنت کی ہے اور اپنے جسم کے خون کا آخری قطرہ تک حصول پاکستان کے لئے صرف کر دیا ہے۔ میں تھک گیا ہوں آرام چاہتا ہوں۔ اب مجھے زندگی سے کوئی دلچسپی نہیں''۔

''خدا آپ کو تا دیر پاکستان کی رہنمائی کے لئے زندہ رکھے۔ آپ کے بعد کون ہے جو کشتی ملّت کو اس بھنور سے نکال کر ساحلِ فتح و نصرت تک لے جا سکتا ہے''۔ میں نے اور کرنل الٰہی بخش نے کہا''۔

قائداعظم نے ــــــــ

''آسمان کی طرف اُنگلی اُٹھائی''، اور پھر بھرائی ہوئی آواز میں فرمانے لگے۔

''قدرت حالات کے مطابق ایسا آدمی پیدا کر دیا کرتی ہے جس کی وقت اور حالات کو ضرورت ہوتی ہے''۔

اس وقت قائداعظم کی چمک دار آنکھوں میں آنسو جھلک رہے تھے اور آواز لرزا گئی تھی، فرمانے لگے۔

''گھبراؤ نہیں۔ خدا پر اعتماد رکھو۔ اپنی صفوں میں کج نہ آنے دو اور انتشار پیدا نہ ہونے دیں۔ دیانت اور خلوص کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ ملّت کے مفاد پر ذاتی مفاد کو کبھی ترجیح نہ دو۔ انشاء اللہ قدرت

تمہیں مجھ سے زیادہ عقل اور ذہین رہنما عطا کرے گی جو کشتی اُمت مرحوم کو مشکلات کے بھنور سے نکال کر ساحل مراد تک کامیابی سے پہنچا دے گا''۔

قائداعظم کی ایک آنکھ سے ایک موٹا سا چمکدار آنسو مسہری پر گر پڑا اور اُنہوں نے کمبل سے منہ ڈھانپ لیا۔ اُن کی آواز بھرائی ہوئی تھی اور وہ آہستہ آہستہ فرما رہے تھے۔

''اے خدا تُو نے ہی مسلمانوں کو آزادی عطا کی ہے اور اب تُو ہی اس کی حفاظت کرنے والا ہے۔ میری قوم ابھی ابتدائی مراحل طے کر رہی ہے۔ کمزور ہے۔ ابھی اُس کی صفوں کا کج بھی دُور نہیں ہوا۔ تُو ہی مدد کرنے والا ہے اور تُو ہی اس کا حامی و ناصر ہے۔۔۔۔۔''

وہ دیر تک منہ ڈھانپے پڑے رہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ سو گئے ہیں۔ چنانچہ ہم کمرے سے باہر نکل آئے۔



قائداعظم کو کریون اے کے سگریٹ بہت پسند تھے اور وہ اکثر یہی سگریٹ پیا کرتے تھے۔ ایک دن ''کریون اے'' کے سگریٹ ختم ہو گئے۔ کوئٹہ بھر میں تلاش کے باوجود نہ ملے۔ لیفٹیننٹ کرنل الٰہی بخش نے کہا۔

''میں نے ایک دکان پر ''کیرون اے'' کے سگریٹ دیکھے تھے۔ اجازت ہو تو میں خود جا کر لے آؤں'' جاتے جاتے کرنل الٰہی بخش نے کہا۔

''کیا ہی اچھا ہو کہ ہم پاکستان میں سگریٹوں کی ایک فیکٹری قائم کر لیں اور امریکہ سے بہترین تمباکو درآمد کریں اور پاکستان میں سگریٹ تیار کریں''۔

قائداعظم کی آنکھیں جوش سے سرخ ہو گئیں اور فرمانے لگے۔

''پاکستان میں دنیا کے سب ممالک سے اچھا اور بہترین تمباکو ہوتا ہے۔ تمباکو کے لئے ہم امریکہ کے محتاج نہیں، ہم اپنے ملک میں ہی بہترین تمباکو پیدا کر سکتے ہیں۔ اگر ہم چاہیں تو اِسے ترقی دے کر دوسرے ممالک کو برآمد کر سکتے ہیں۔ میری خواہش ہے کہ پاکستانی ضروریاتِ زندگی کے لئے

دوسرے ممالک کے محتاج نہ رہیں بلکہ ہر چیز اپنے ملک میں ہی پیدا کریں۔ پاکستان دوسرے ممالک کے ہاتھوں کی طرف نہ دیکھے۔ پاکستان تجارت اور صنعت کے میدان میں اس قدر ترقی کرے کہ وہ دوسرے ممالک سے اشیاء درآمد کرنے کی بجائے دوسرے ممالک کو اشیاء برآمد کرے۔ سرمایہ داروں کو اپنا سرمایہ پاکستان کی صنعت کو ترقی دینے میں لگانا چاہیئے۔ پاکستان میں خام پیداوار کی کمی نہیں۔ اس خام پیداوار کو صحیح صورت میں استعمال کرنے اور اس سے فائدہ اُٹھانے کے لئے کارخانوں کی ضرورت ہے۔ کارخانوں کے قیام کے سلسلہ میں اگر فردِ واحد سرمایہ دار خرچ کرنے میں ہچکچاتا ہو۔ اس کی بہترین صورت یہ ہے کہ امداد باہمی کے اصولوں پر دس دس پندرہ پندرہ سرمایہ داروں کو مل کر مختلف صنعتوں کے کارخانے قائم کرنے چاہیئے اور حکومت کو بھی ان کارخانوں کے قیام کے سلسلہ میں ان لوگوں کی ہر ممکن مدد کرنی چاہیئے۔ بڑے بڑے کارخانوں کے قیام کے سلسلہ میں حکومت کا حصہ دار بننا چاہیئے''۔

آپ نے فرمایا کہ ''پاکستان کے پہلے میزانیہ نے دنیا میں پاکستان کی مالی ساکھ بٹھادی ہے۔ مشینری درآمد کرنے کے سلسلہ میں پاکستان کے راستہ میں جو رکاوٹیں ہیں وہ جلد ہی دور ہو جائیں گی اور آئندہ بیس سال کی مدت میں پاکستان درجہ اول کا صنعتی ملک بن سکتا ہے۔ بشرطیکہ عوام، سرمایہ دار اور حکومت تینوں پورے تعاون سے کام کریں''۔

ایک روز لاہور کا ذکر آیا تو قائداعظم فرمانے لگے:

''اس دفعہ لاہور جا کر مجھے بڑی مسرت ہوئی۔ لاہور ہمارے ماضی، حال اور مستقبل کی روایات کا مرکز ہے۔ پاکستان اگر جسم ہے تو اس جسم میں لاہور روح کی حیثیت رکھتا ہے۔ مجھے لاہور کا مستقبل شاندار نظر آرہا ہے۔ لاہور ایک بار پھر اسلامی تہذیب وتمدن اور ثقافت کا مرکز بن جائے گا''۔

شروع شروع میں کوئٹہ کی آب وہوا نے آپ کی صحت پر اچھا اثر کیا لیکن بعد میں صحت یکدم گرنی شروع ہوگئی۔ اس دوران میں کراچی کے ڈاکٹر مسٹر مستری کو بھی کوئٹہ طلب کرلیا گیا۔ قائداعظم میں برداشت کی قوت بہت زیادہ تھی اور انتہائی تکلیف میں کبھی آپ کی پیشانی پر شکن نہیں آیا تھا۔ ایک روز جب میں نے انجکشن کیا تو آپ کو درد محسوس ہوا اور آپ فرمانے لگے۔

''اب میں محسوس کرتا ہوں کہ صحت بہت گر گئی ہے اور مجھے کمزوری محسوس ہو رہی ہے ــــــــــــ''

ہم نے عرض کیا کہ آپ کو مکمل آرام کرنا چاہیئے ۔ دماغی تشویش کو ترک کر دینا چاہیئے اور سیاسی مسائل کی طرف کوئی توجہ نہیں دینی چاہیئے ۔آپ نے ہنس کر جواب دیا۔

''کوئی ایسا مسئلہ باقی نہیں رہا جس کے متعلق مجھے تشویش ہو۔ کشمیر، فلسطین اور حیدرآباد کے مسائل اقوامِ متحدہ میں پیش ہو چکے ہیں اور اقوام متحدہ کے زیر بحث ہیں۔اس لئے مجھے اِن کے متعلق قطعاً تشویش نہیں۔ مہاجرین کی آبادکاری کا مسئلہ تھا۔ اُسے وزارت پاکستان نہایت دانشمندی سے سلجھا رہی ہے۔ ملک کے اندرونی اُور بیرونی دفاع کا مسئلہ خاص طور پر توجہ طلب ہے۔ پاکستان کا ہر مرد اور عورت اپنے آپ کو قومی سپاہی تصور کرے اور اپنی حکومت سے تعاون کرے۔حکومت پورے جوش و خروش اور جانفشانی سے اس کام کو سرانجام دے رہی ہے۔ملکی دفاع کے مسئلہ پر ہر نادار اور سرمایہ دار کو پاکستان کی مدد کرنی چاہیئے ۔ہم نے لاکھوں مسلمانوں کی قربانی دے کر جو آزادی حاصل کی ہے اس کی حفاظت کے لئے اپنی ہر چیز قربان کرنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے ۔ بھوکے رہ کر بھی ملک کی دفاعی ضروریات کو پورا کرنا چاہیئے ۔ مجھے یقین ہے کہ اگر کسی دشمن نے پاکستان کی آزادی پر حملہ کیا تو پاکستان اپنے آخری فرزند تک حملہ آور کے خلاف جنگ جاری رکھے گا۔حکومت پاکستان اور پاکستانی عوام کو دفاع کے سوال کو تمام دوسری ضروریات پر مقدم رکھنا چاہیئے''۔

۹

کوئٹہ میں طبیعت سنبھل گئی لیکن بعد میں طبیعت روز بروز مضمحل ہوتی چلی گئی۔ کمزوری بڑھ گئی اور فرمانے لگے۔

''مجھے کراچی لے چلو''۔

غالباً یہ ۹۔۸ ستمبر کا ذکر ہے۔ چنانچہ ہم کراچی کی تیاری کرنے لگے اور ۱۱ ستمبر کو کوئٹہ سے کراچی روانہ ہو گئے۔ راستہ میں آپ مکمل سکون سے رہے۔ اِدھر اُدھر کی باتیں بھی کرتے رہے۔ سفر کے دوران میں کوئی تکلیف محسوس نہ ہوئی۔ کراچی پہنچنے پر محترمہ مس فاطمہ جناح نے ہمیں فرمایا۔

''اب آپ جائیے۔آرام کیجئے۔قائداعظم کو بھی قدرے آرام ہے۔اپنے وقت پر تشریف لے آیئے''۔چنانچہ کرنل الٰہی بخش، ڈاکٹر مستری اور میں ہوٹل چلے گئے۔نو بجے سے تھوڑی دیر پہلے ٹیلیفون آیا اور محترمہ مس فاطمہ جناح نے فرمایا۔

''کمزوری بڑھ گئی ہے۔بے قراری میں اضافہ ہورہا ہے''______

''آپ فوراً پہنچئے______''

چنانچہ ہم فوراً گورنمنٹ ہاؤس پہنچے۔قائداعظم پر بے ہوشی طاری تھی۔کمزوری انتہا کو پہنچ گئی تھی۔نبض کی دھڑکنیں بھی غیر مسلسل ہوگئی تھیں۔آنکھیں پتھرا رہی تھیں۔باہم مشورے کے بعد کئی ٹیکے کئے گئے۔حالت کسی قدر سنبھلی۔آپ کے مصنوعی دانت پہلے ہی نکال دیئے گئے تھے لیکن چند منٹ بعد دل ڈوبنے لگا۔کمزوری بڑھ گئی۔نبضیں غیر مسلسل ہوگئیں۔آنکھیں پتھرانے لگیں اور سانس رُک رُک کر آنے لگی۔اسی بے ہوشی کے عالم میں آپ نے کچھ کہا۔

''اللہ______ پاکستان______''

صرف یہ دو لفظ سمجھ میں آسکے۔پورا فقرہ نہ سمجھا جاسکا۔دس بج کر پچیس منٹ پر آپ کی حرکت قلب بند ہوگئی اور اسلام کا یہ بطلِ جلیل ہمیشہ کی نیند سوگیا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

مس فاطمہ جناح روتی روتی کوچ پر گر پڑیں۔تمام ڈاکٹر رو رہے تھے۔آہ قائداعظم!

موت کے بعد بھی آپ کے چہرے پر تدبر، جلال اور فراست کھیل رہی تھی۔آہ۔۔۔وہ بطلِ جلیل جس کی فراست، تدبر اور سیاست نے دو صدی کے ملے ہوئے مسلمانوں کو سر بلندی اور ظفرمندی عطا کی تھی جس نے برطانوی اور ہندو شاطران سیاست کو شکست دی تھی۔عزم و استقلال اور یقینِ محکم کے ساتھ ناممکن کو ممکن بنادیا تھا۔وہ ہمیشہ کے لئے رخصت ہوگیا۔قوم یتیم ہوگئی۔آج وہ ہمارے درمیان موجود نہیں لیکن اُس کی تعلیم، اُس کے اصول، اُس کے پیغامات اور تقریریں ہمارے لئے ہمیشہ مشعلِ راہ رہیں گی۔

قائداعظم کی وفاتِ حسرتِ آیات کی خبر جنگل کی آگ کی طرح کراچی کے طول وعرض میں

پھیل گئی۔ ہزاروں مسلمان گورنمنٹ ہاؤس کے سامنے حزن و ملال میں ڈوبے ہوئے کھڑے تھے۔ آنکھوں سے آنسو بہا رہے تھے۔ اکثر دیواروں سے سر ٹپک رہے تھے۔ تمام رات ہزاروں مسلمانوں کا جم غفیر بابائے ملت کے ماتم میں سوگوار اور اشک بار رہا۔ سرکاری افسر، وزراء، غیر ملکی سفیر، فوجی جرنیل، بحری اور فضائی بیڑوں کے اعلیٰ اور ادنیٰ افسر سب بچشمِ پُرنم کھڑے تھے۔ صبح ہوتے ہی ہمارے پاکستان میں ہڑتال ہوگئی۔ ہر شہر، ہر قصبہ، ہر گاؤں ماتم کدہ بن گیا۔ دوسرے دن قائداعظم کا جنازہ فوجی اعزاز سے اُٹھایا گیا۔ جنازہ میں چار لاکھ سے زائد مسلمانوں نے شرکت کی اور ۱۲ ستمبر کو عید گاہ کے میدان میں اسلام کے اس بطلِ جلیل کو سپردِ خاک کردیا گیا۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا
(اقبالؒ)